رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۵۹

۲۸۶
۹۲

میثم قادری

ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور

اسلامی مشاورتی کونسل کے سوالنامہ کا

جواب

یا اللہ کتاب نمبر: ______ یا رسول اللہ
ذخیرہ کتب
میثم عباس قادری رضوی

جلد ۷ نمبر ۱۵/۱۶

یکم نومبر ۱۹۶۳ء

قیمت ۱۹ پیسے

حکیم غلام معین الدین النعیمی طابع و ناشر و مدیر نے تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے
چھپوا کر النعیمی دواخانہ، لال کھوہ، موچی گیٹ لاہور سے شائع کیا

اسلامی مشاورتی کونسل کے
سوالنامہ کا جواب

از مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ محمد صاحبداد خانصاحب شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ

باسمہ تعالےٰ شانہٗ　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

محترم جناب سکریٹری صاحب اسلامی مشاورتی کونسل کا ایک تازہ اردو سوالنامہ ف۱ موصول ہو کر باعث مسرت ہوا، جو ملک کے بعض اخبارات میں بھی شائع ہوا ہے لہٰذا جوابات عرض کرنے کی غرض سے نہایت غور سے مطالعہ کیا۔ سوال نمبر اول اور دوم اور پندرہ خاص طور پر، اور باقی سوالات عام طور پر بالکل سطحی اور فروعی معلوم ہوتے ہیں، جبتک انکے ساتھ میں بنیادی اور اصولی چیزوں کی اصلاح نہ ہوگی اسوقت تک پاکستان میں مسلم معاشرہ فقط اسلامی طرزِ زندگی سے محروم رہیگا، بلکہ روز بروز اسلامی طرزِ زندگی سے بالکل دور اس سے نفرت کرتا چلا جائیگا۔

مثلاً سوال نمبر اوّل میں ہے کہ

(۱) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں مسلم معاشرہ اسلامی طرزِ زندگی سے دور ہوتا جا رہا ہے؟

(۲) اگر سوال ۱ کا جواب اثبات میں ہے، تو کیا آپ کے خیال میں منجملہ دیگر امور کے اس کی حسب ذیل وجوہ بھی ہیں

(الف) تعلیم کے ذریعہ مغربی اقدار کی تبلیغ

(جوابی نوٹ:- اس میں معلموں کی مغربی وضع قطع اور مغربی طرزِ زندگی کی نقالی بری طرح نونہالوں پہ اثر کر رہی ہے۔ مجیب)

اگر اسکا جواب اثبات میں ہے، تو حسب ذیل اداروں میں سے کون سا ادارے

ف۱ (تازہ اطلاع ہے کہ حضرت صاحب حکومت نے یہ سوالنامہ واپس لے لیا ہے وجہ نامعلوم۔ بہرحال جواب حاضر ہے ۱۲)

اسلامی اقدار کے علی الرغم مغربی رجحانات کو فروغ دینے کا باعث ہیں:۔

(۱) سکول، کالج، یونیورسٹیاں۔ (۲) سینما۔ (۳) اخبارات اور رسائل

(۴) ریڈیو اور معلومات کے دیگر ذرائع

(جوابی نوٹ:۔ اس میں تمام اخبارات و رسائل وغیرہ کو شامل کرنا موزوں نہیں بلکہ خاص طور پر مغربیت زدہ اخبارات اور رسائل، اور ریڈیو کے مخرب اخلاق پروگرام مراد ہیں۔ مجیب)

(ب)۔ سرکاری اور عام تقریبات میں اسلامی اصولوں کی صریح خلاف ورزی مثلاً (۱) نشہ آور مشروبات کا پیش کیا جانا (۲) افطار و نماز کے اوقات میں میٹنگ وغیرہ مقرر کرنا اور منعقد کرنا۔ (۳) ماہِ مبارک رمضان میں دوپہر کے کھانے اور چائے کی دعوتیں۔

(ج)۔ ایسی نظموں کا سُنانا جن میں اسلام کے اصولوں کا تمسخر اڑایا جاتا ہو یا اُن سے بغاوت کا جذبہ اُبھارا جاتا ہو۔

(د)۔ رقص

(ه) شبینہ کلب

(و) ریس کورس

(ز)۔ مینا بازار اور اس قسم کی دوسری تقریبات

(ح)۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی اور چیز بھی اس قبیلہ میں آتی ہے، تو اُس کا ذکر کیجئے۔

(جوابی نوٹ):۔ اس میں مخلوط تعلیم، اور مخلوط تعلیم گاہوں کے کھیل تماشے، ناچ، ڈرامے، گانے وغیرہ اور ملک کی مخلوط تفریح گاہیں، مثلاً باغات اور نمائش گاہیں وغیرہ کھیل تماشے۔ مجیب)

سوال ۵:۔ مندرجہ بالا امور کے علاوہ کیا کچھ اور برائیاں بھی ہیں جو

پاکستان کے مسلم معاشرہ پر اثر انداز ہو رہی ہیں، یا کیا آپ کے ذہن میں کچھ اور ایسی تجاویز ہیں جو عملی صورت میں معاشرہ کی اصلاح و ترقی کا باعث ہو سکیں؟ اگر اسکا جواب اثبات میں ہے، تو براہِ کرم اُن برائیوں کی نشان دہی کیجئے اور اُن تجاویز کی تفصیلات بیان کیجئے۔

(جوابی نوٹ):۔ جن بنیادی اور اصولی برائیوں کی ہماری اسلامی مشاورتی کونسل شعوری یا غیر شعوری طور پر نشان دہی نہیں فرما سکی، ہم نہایت شکریہ کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ اتنے لمبے چوڑے سوالنامہ میں "زِنا" جیسی بے حیائی اور فحاشی کے اسباب و دواعی کو تو ضمناً کہیں بیان کیا ہے، مگر خود زِنا جیسی بد ترین برائی، جو مغربیت کا مہذب ترین تفریحی مشغلہ ہے، اور اسلام میں معاشرہ کو تباہ کرنے والا شدید قابلِ سزا جرم ہے، اور پاکستان کے تمام شہروں میں کھلے بندوں جاری و ساری ہے، جسکی کھلی اجازت خود پاکستان کا غیر اسلامی آئین، اور کفارِ فرنگ کا چھوڑا ہوا قانون دیتا ہے بلکہ عائلی قوانین کے ذریعہ منکوحوں پہ مختلف پابندیاں لگا کر اُسے قابلِ سزا جرم قرار دیا ہے۔ اس میں کھلی طرح زنا کی پوری ہمت افزائی کی ہے، اسکی رُو سے نوجوان لڑکے لڑکیاں اٹھارہ سال سے پہلے تک زنا تو بیشک کر سکتے ہیں، مگر نکاح نہیں کر سکتے۔

مزید براں عُریاں تصویریں، فلمی ستاروں کے مخربِ اخلاق کارنامے، فحش لٹریچر، سینما بینی، مخلوط تعلیم انکے شہوانی جذبات کو اُبھارنے کیلئے سونے پر سہاگہ ہیں۔ بنابرآں یہ طبقہ اپنی جنسی خواہشات ضرور جنسی بے راہ روی سے پوری کریگا، اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اختلاط و بے راہ روی کا یہ عملی ثبوت ہے کہ پاکستان کے شہروں میں ہزاروں کی تعداد میں ہر سال نوزائیدہ بچے بیگناہ قتل کیے جاتے ہیں، جو ملک و ملّت کیلئے

ننگ ہیں، اور خدائی غضب و قہر کا بلاوا ہیں۔

اسی طرح نوجوان لڑکیاں پورے ۱۶ سال سے پہلے تک مخلوط تعلیم وسینما بینی وغیرہ مختلف اسبابِ فحاشی کی وجہ سے زنا جیسی بدترین فحاشی میں مبتلا ہو رہی ہیں، کیونکہ ان پہ کوئی قانونی پابندی اور سزا نہیں ہے۔ مگر نکاح جیسی حلال اور جائز چیز کے نزدیک نہیں جاسکتیں۔

اسی طرح عیاش لوگ جتنی داشتائیں رکھیں، یا جتنی بے راہ روی اختیار کریں، تو اس بڑی بُرائی پہ نہ تو شوہر والی عورتوں کو انکے خلاف قانوناً اعتراض کا حق ہوسکتا ہے، اور نہ ہماری انتظامیہ اور عدلیہ کو اس عظیم بُرائی اور بے حیائی سے روکنے کا حق پہنچتا ہے، اور نہ عوام کو، بلکہ سب کے سب بے بس تماشائی کی طرح دیکھتے رہ جائیں، اور کچھ بول نہ سکیں۔

اسی طرح غیر اسلامی آئین اور کافرانہ قوانین کی رُو سے عورتوں کو بھی جنسی بے راہ روی کی کھلی اجازت ہے۔ پھر ایسے نکمے آئین اور قوانین کے ماحول میں مسلم معاشرہ کی اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے کی اُمید کرنا سراسر بے سود ہے۔ قرآنِ پاک نے ان تمام ظاہری اور باطنی بُرائیوں سے بچنے کے لیے ایک ہی جملہ بیان فرما کر دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے:۔

لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (سورۃ انعام) اور سورۃ بنی اسرائیل میں ہے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ؕ

شراب کی درآمدی ٹیکس اور خرید و فروخت کی فراوانی سے حکومت کی آمدنی میں جو کافی ناجائز اضافہ ہو رہا ہے، اسلیے حکومت کا غیر اسلامی آئین و قانون اسکی کھلی اجازت دیتا ہے۔ لہٰذا اس بُرائی کی اصلاح کی اُمید کیسے کیجا سکتی ہے اور عجب ہے کہ بھارت جیسی لادینی اسٹیٹ بھی شراب و زنا کو قانوناً بند کرچکی ہے

اور میزانیہ کے خسارہ کا بہانہ تو اُسے بھی ضرور تھا، اگر میزانیہ کے خسارہ کا عذر جائز و ناجائز آمدنی کے فرق کو اٹھا دیتا ہے، تو رشوت خور افسران اور ملازمانِ حکومت بلکہ ہر ایک چور، ڈاکو، فاحشہ عورتوں وغیرہ حرامکار اور حرام خوروں کو اپنے اپنے میزانیہ کے خسارہ کا بہانہ حکومت کو ضرور قبول فرمانا پڑیگا جو ناقابلِ قبول ہے۔

اسی طرح سُود و سٹّہ کا بھی سوالنامہ میں ذکر نہیں، حالانکہ اسکا نعم البدل شریعتِ مقدسہ میں مضاربت اور حربی اقوام سے منافع پر لین دین کرنا بلاشبہ جائز ہے، مگر اسلامی طریق پر سوچنے کی تکلیف یہاں گوارا نہیں کیجاتی، اسلیے مسلمانوں کے واسطے قرآنِ عظیم کا واضح اعلان ہے اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ ؛ یعنی تمام اسلامی احکام کی پوری طرح تعمیل کرو، اور شیطان کے نقشِ قدم پہ نہ چلو۔

یہاں اسلامی احکام میں غیر اسلامی احکام کو ملا کر کفار کی نقالی شروع کردی گئی ہے۔ لہٰذا بنیادی اور اصولی چیز یہ ہے کہ سب سے پہلے آئینی طور پر غیر اسلامی آئین اور تمام کافرانہ قوانین کا کتاب و سُنّت کے مطابق بدلنا ضروری ہے۔ اور سوالنامہ میں جتنی بُرائیوں کی نشان دہی کی گئی ہے اُنکی اصلی بنیاد ہمارے ملک کے قوانین ہیں، اور یہ کافرانہ قوانین ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہیں۔ درخت کے تنہ کو پانی وغیرہ کھاد سے مضبوط کیا جائے پھر فقط ٹہنیوں کی قطع و بُرید سے کیا ہوگا۔ یہ تو ہوئی بُرائیوں سے بچنے کی اصلی تدبیر، باقی مُسلم معاشرہ کی اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے کی مؤثر تجویز عرض ہے۔

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ انگریز اپنے دورِ حکومت میں یہاں بالکل اقلیت میں رہے، مگر وہ کبھی یہاں کی اکثریت کی وضع قطع سے متاثر نہ ہوئے

بلکہ حکمرانی کی وجہ سے یہاں کی اکثریت اُنکی غیراسلامی وضع قطع، تہذیب تمدن پہ فخر محسوس کرنے لگی۔ ہمارے علماءِ کرام انگریزی زبان، یا دنیاوی علوم سے ہرگز متنفر نہ تھے، مگر انھوں نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ اکثر لوگ اپنے حکمرانوں کے طور وطریق پہ چلنا پسند کرتے ہیں، بنابرآں انگریزی تعلیم کا یہی نتیجہ ضرور نکلے گا کہ اسلامی ذہنیت مسخ ہوکے رہیگی اور چونکہ رعایا کے اکثر معاشی وسائل حکومت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، لہٰذا انگریزوں نے عمداً لالچ دینے کی غرض سے تعلیم ہی ایسی دی کہ ہماری ذہنیت ہی بدل گئی اور ہمیں احساس تک نہ ہوا:۔ ع وائے ناکامی کہ احساسِ زیاں جاتا رہا

اسلیے آزادی، اور حصولِ پاکستان کے بعد بھی آجتک ہمارے حکمران کفارِ فرنگ کے چھوڑے ہوئے قانون کو نہ فقط پسند کرتے ہیں، بلکہ اپنی ذہنی غلامی کی بناء پر اس پر فخر محسوس کرتے آئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ حکومت قانون کی ہوتی ہے۔ لہٰذا آئین اور نظامِ قوانین مکمل طور پر غیرمسلموں کی نقالی اور ملاوٹ پر مبنی ہے اور ہمارا سارا نظامِ عدلیہ اور انتظامیہ فرنگی نصرانیوں کا مرہونِ منت ہے بنابرآں پاکستان میں اسلامی معاشرہ اسلامی طرزِ زندگی سے خود بخود دُور نہیں ہوتا جارہا ہے، بلکہ آزادی کے بعد ہمارا ہر ایک حکمران طبقہ قانونی طاقت کے زور سے اپنی غیراسلامی وضع قطع اور سیرت وصورت پر بڑے طمطراق سے اسلام اسلام کی رٹ بھی لگاتا رہا ہے، تاکہ بقولِ اکبر مرحوم ایک تیر سے دو شکار حاصل ہوں

شعر
زباں پہ آیۃ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ بھی رہی
صنم کے پاؤں میں لیکن جھکی جبیں بھی رہی

قرآن مجید نے ایسے ہی لوگوں کی دُکھتی ہوئی رگ پکڑکر کُھلا اعلان فرمایا کہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔ (سورہ بقر) کیا تم لوگوں کو تو نیکی (اسلامی احکام پہ چلنے) کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھلائے ہوئے ہو

یعنی خود اسلامی احکام اور قوانین پہ نہیں چلتے۔ اور سورہ صف میں ایسے ہی بے عمل لوگوں کے لیے صاف ارشاد ہوا ہے کہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ یعنی اے مومنو! کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے خدا کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے کہ جو کہو اُس پر خود عمل نہ کرو۔ مشرق کے مفکر اقبال نے اسی حقیقت کی طرف قوم کا دھیان جھکایا ہے ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ٭ کیا یہ مسلم ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو ٭ تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ایسے ماحول کی وجہ سے نہ تو مذہبی لوگوں کے وعظ و تبلیغ میں عملی اثر پیدا ہوتا ہے اور نہ سیاسی لیڈروں کی تقریر اور تحریر میں کچھ اثر ہے۔ اسلیے معاشرہ میں اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے کی مؤثر تدبیر اور صحیح تجویز یہ ہے کہ خلوصِ قلبی کے ساتھ ہمارا اونچا طبقہ غیر اسلامی وضع قطع اور غیر اسلامی صورت و سیرت کو خیرباد کہکر وہ اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرلے بقولِ ارشادِ ربانی:۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ (البقرہ۔ پ۲) یعنی اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ، اسکے خلاف شیطان کے نقشِ قدم پہ نہ چلو۔ اس مبارک اعلان سے واضح ہے کہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی شیطانی پیروی ہے ۔۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ :۔
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرہ۔ پ۱)
یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین اسلام پسند فرمایا ہے، مرتے دم تک اسلام ہی پہ قایم رہو، اور اسلامی دنیا کو اس پر ایمان اور یقین کرنا ضروری ہے کہ جو اسلامی وضع قطع خدا تعالیٰ کے پیارے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش فرمائی وہی خدا تعالیٰ کو پسند اور مرغوب ہے، اسلیے ارشاد ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

یعنی بیشک خدا تعالیٰ کے رسول کی پیروی کرنا تمہارے لیے بہترین دستور العمل ہے، اسکی اطاعت اور پیروی سے نفرت کرنا یقیناً نفاق اور غیر اسلامی تہذیب و تمدن ہے اور یہ بھی یقینی چیز ہے کہ اسلامی تہذیب و تمدن، اور اسلامی وضع قطع دین و دنیا کی ترقی سے ہمیں ہرگز نہیں روکتی، اور اس مسخ شدہ ذہنیت کا تو کوئی علاج ہی نہیں، جو فرنگیانہ تہذیب و تمدن کو ترقی کا باعث سمجھے بقول شاعر کے ؎

کی مسلماں نے ترقی جو فرنگی بنکر　٭　وہ فرنگی کی ترقی ہے مسلماں کی نہیں

سکھ قوم سے ہمیں کتنا ہی مذہبی اور سیاسی اختلاف ہو، مگر کفار فرنگ کی ڈیڑھ سو سال محکومی اور غلامی میں بھی وہ اپنے گرو کے کہنے پر اپنی وضع قطع نہیں بدلی، نہ کبھی بال کٹوائے اور نہ داڑھی منڈائی، اور نہ کبھی ہیٹ پہنا، بقول شاعر ؎

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیح شیخ　٭　بُتکدہ میں برہمن کی پختۂ زُنّاری بھی دیکھ

اور ظاہر ہے کہ حکمراں طبقہ کے ماتحت ملک کے اکثر معاشی وسائل ہوتے ہیں، جب وہ خود بخوشی اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے، تو ایک ہی آرڈیننس کے ذریعہ ملک میں اسلامی طرزِ زندگی کی لہر دوڑ جائیگی۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان چونکہ ایک اسلامی نظریہ کی بناء پر وجود میں آیا ہے، لہٰذا اسلامی آئین اور قوانین کے بدلنے تک جو بھی مسلم، مسلمانوں کی حکومت میں اسلامی وضع قطع اور اسلامی احکام اور اسلامی طرزِ زندگی کی عملاً خلاف ورزی کریگا، وہ شرعی سزا کا مستحق ہوگا، اور اگر کوئی سرکاری ملازم ہے، تو سرکاری ملازمت سے بھی برطرف کیا جائیگا، اور اسمبلیوں میں مسلمانوں کا نمائندہ بھی وہ ہو سکتا ہے جس کا ظاہری کردار اور وضع قطع اسلامی طرزِ زندگی کا ثبوت ہمیشہ پیش کرے، اور ووٹ دینے کا حق بھی ایسے عاقل بالغ لوگوں کو ہوگا، جس کا اپنا طرزِ عمل بھی اسلامی احکام کے مطابق ہو۔

حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اوقاتِ نماز کی پوری پابندی تھی، مگر اسکے ہوتے ہوئے بھی تمام عمالِ حکومت کو تفصیل سے اوقاتِ نماز اور اُسکی پابندی کی طرف توجہ دلائی، اور اس پابندی کا فلسفہ اور حکمت بھی بتائی کہ جو شخص خالق اکبر کے حکم کی خلاف ورزی کر سکتا ہے، وہ مخلوق کے حقوق کبھی ادا نہیں کر سکتا۔ اس فرمان کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ:-

اِنَّ اَهَمَّ اَمْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ اور آخر میں نمازِ عشاء کے لیے بار بار تاکید لکھی فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ الخ انتھیٰ موطا امام مالک کتاب اوقات الصلوٰۃ

یعنی میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے، جس شخص نے اسکی محافظت کی اُس نے اپنے دین اسلام کی محافظت کی، اور جس نے اسکو ضائع کیا، وہ اسکے سوا دوسری چیزوں کا زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا، اور جو شخص عشاء کی نماز سے پہلے سوئے گا، خدا تعالیٰ اُس کی آنکھ کو نیند نصیب نہ کرے۔ تین بار اس جملہ کو دُہرایا۔

بناء برآں سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں وغیرہ سرکاری اداروں، اور غیر سرکاری تعلیم گاہوں میں اسلامی وضع قطع اور اسلامی احکام کی پابندی ضروری اور لازمی قرار دیجائے، تاکہ ہمارا نونہال طبقہ عملاً اس سے متاثر ہو، اور مغربیت پسند طبقہ اگر اپنی ذہنی غلامی کی وجہ سے اسلامی طرزِ زندگی سے نفرت کرتا ہے، تو مغربی ممالک میں رہنا ہی اُنکے لیے موزون و مناسب ہے کھانا تو پاکستان کا کھائیں، اور عملی وفادار مغرب کے رہیں۔

حقائق و شواہد

کفارِ فرنگ اور ہمارے مسلمان حکمرانوں نے بھی ان قوانین کو اچھی طرح تجربہ کر کے دیکھ لیا، اب ذرا اسلامی تعلیمات و قوانین کا تجربہ کر کے دیکھ لیا جائے تو کونسی مصیبت آئے گی۔

ساری دنیا میں مکمل طور پر نہ کہیں اسلامی جمہوریت کارفرما ہے، اور نہ کہیں اسلامی آئین اور نہ کہیں اسلامی قوانین کا مکمل رواج ہے۔ ہاں البتہ حکومتِ سعودیہ عربیہ کی شخصی حکومت میں اسلامی قوانین کی تھوڑی بہت سی جھلک نظر آتی ہے۔ ویسے سیاسی یا مذہبی لحاظ سے کسی کو اہلِ نجد سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو، مگر یہاں فقط قانونی لحاظ سے اسکا موازنہ ملک کے مغربی قوانین سے کر کے دیکھیں، تو اخلاقی لحاظ سے مہذب تر کونسا ملک ہے؟

انصاف کا تقاضا

انصاف کا تقاضا ہے کہ جتنی آبادی حکومت سعودیہ میں رہتی ہے اتنی آبادی ہم پاکستان کے کسی حصہ سے چھانٹ لیں، اور عوام کی معیاری زندگی کا موازنہ کریں تو عرب کا عوام بالکل مفلوک الحال اور تعلیم میں ہم سے بہت پیچھے نظر آئیگا، اور پاکستان میں بفضلہ تعالیٰ معاشیات کے ذرائع بہت وسیع ہیں، اور تمدن میں اُن کی بہ نسبت ہم بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہاں نہ کوئی زرعی پیداوار ہے اور نہ صنعتی ترقی ہے، اور نہ رسل و رسائل کی اتنی سہولتیں ہیں

مگر اخلاقی اور اسلامی لحاظ سے

اگر ہمیں اور اُنھیں پرکھا جائے، تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا سعودیہ عربیہ کی کل آبادی کا سرکاری ریکارڈ سامنے رکھکر انواع جرائم اور اُنکی سالانہ پوری تعداد کو نظر میں رکھیں، اور پاکستان کی اتنی ہی آبادی کا سرکاری ریکارڈ سامنے رکھ کر انواعِ جرائم اور جرائم کی بعدی تعداد کا سالانہ شمار

پیشِ نظر رکھا جائے، تو آفتاب کی طرح پورے حقائق و شواہد روشن ہونگے :۔

۱ :۔ زنا اور فحاشی اور حرام کاری کے لیے ہمارے ہاں لیسنس اور پرمٹ کے حاصل کرنیکی کھلی سرکاری اجازت ہے۔ اور سعودیہ عربیہ میں اس پر سخت بندش اور شدید سزا ہے۔

۲ :۔ یہاں شراب کے استعمال کی کھلی اجازت ہے۔ وہاں سخت بندش اور شدید سزا، بلکہ وہاں محکمۂ آبکاری کا نام تک نہیں۔

۳ :۔ یہاں زنانہ اور مردانہ رقص و سرود کی آرٹ اور ثقافت کے نام سے کھلی اجازت ہے، وہاں سخت بندش اور اس پر سزا قایم ہے۔

۴ :۔ یہاں مخلوط تعلیم اور عائلی قوانین کے ذریعہ زنا کی پوری ہمت افزائی ہے، وہاں مخلوط تعلیم اور مخلوط تفریح گاہوں، سینما وغیرہ مخربِ اخلاق اداروں کا نام ونشان تک نہیں، اور شرعاً کثرتِ ازدواج کے باعث اور سخت سزا کے باعث زنا اور فواحشات کی بیخ کنی کی گئی ہے، اور یہاں یہ ساری بے حیائیاں محبوب مشغلہ ہیں۔

۵ :۔ یہاں سود کے ذریعہ دل کھول کر غریبوں کا خون چوسا جاتا ہے، اور نظامِ عدلیہ کے بڑے بڑے تعلیمیافتہ وکلاء اور بیرسٹر اور جج اور ہائی کورٹ جج سود کی ڈگریاں دلواتے اور دیتے ہیں، اور وہاں ایسے نظامِ عدلیہ کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ قرآنِ پاک تو اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا کا اعلان فرماکر ہر ایک قسم کے سود کو حرام قرار دیتا ہے، اور سودی کاروبار سے باز نہ آنے والوں کو خدا اور رسول سے جنگ کرنے کا چیلنج دیتا ہے (البقرہ۔ پ۳۔ ۶۶) مگر افسوس کہ یہاں کا مغربیت زدہ طبقہ غلط تاویل گھڑ کر کہتا ہے کہ اکہرا اور انفرادی سود بلاشبہ جائز ہے، فقط دگنا اور مرکّب سود ناجائز ہے۔

۶ :۔ یہاں متروکہ اور غیر متروکہ زمینات پر مارکیٹیں، دکانات، سرکاری آفس

سینما وغیرہ کھیل تماشے کے مکانات بنانے کا سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو تو حق حاصل ہے، مگر خالق ارض وسماوات کی عبادت گاہ بنانے کا کوئی حق اسکے بندوں کو نہیں ہے، روزانہ پنجوقتی فرض ادا کرنے کے لیے سالہا سال تک حکومت کی اجازت کا انتظار کیا جائے۔ پھر بھی اجازت دے یا نہ دے اگر بغیر اجازت جو مساجد اللہ بنائی گئی ہیں، وہ سب واجب الانہدام کہکر ڈھا دی جاتی ہیں۔ وہاں مساجد اللہ کے بنانے کی کوئی قانونی بندش نہیں ہے

۷:۔ یہاں زنا اور ناجائز اولاد کے پیدا ہونے کے اسباب پر کوئی بندش نہیں ہے فقط ناجائز اولاد کے قتل کرنے پر بندش ہے۔ وہاں چونکہ سرے سے اسباب زنا ہی پیدا کرنے پر مکمل بندش ہے، تو ناجائز اولاد کی پیدائش اور اسکے بے گناہ قتل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ نمونہ کے طور پر عرض کیا گیا ہے۔

۸:۔ یہاں "ریس کورس" کے ذریعہ لاکھوں روپیوں کا جوا کھیلنے کی کھلی اجازت ہے، وہاں حجاز میں جوئے پر بالکل بندش ہے۔ چھوٹے بڑے جوئے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مغربیت کے نکمے قوانین

۹:۔ یہاں خودکشی وقتل، ڈاکہ، چوری، لڑکے اور لڑکیوں کے اغواء، دختر فروشی وغیرہ کے قوانین ہی ایسے نکمے اور چور دروازوں سے بھرے ہوئے ہیں کہ وکلاء وغیرہ کی ادنیٰ کوشش سے، اور نظام عدلیہ کی قانونی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاکر بڑے بڑے سنگین جرائم پیشہ لوگ چھوٹ جاتے ہیں جنکی وجہ سے دن دہاڑے کھلے بندوں روز بروز یہ جرائم بڑھتے ہی جارہے ہیں، اور رعایا سخت پریشانی وبدامنی کا شکار ہے۔ اسی لیے اکبر الہ آبادی فرماتے ہیں

پیدا ہوئے وکیل تو ابلیس نے کہا ÷ لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہو گئے

اکبر مرحوم خود جج تھے اور جانتے تھے کہ وکلاء صاحبان جان بوجھ کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ، اور حق کو ناحق، اور ناحق کو حق کرکے دکھانا ہی انکی کامیابی کی زبردست دلیل ہے، اسکے بغیر ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔ انکی کمائی ہی ایسی عیاری پر مبنی ہے۔ ان میں حق و سچ کی کمائی کھانے والے بھی ضرور ہونگے مگر قرآن صاف فرماتا ہے، نیک کاموں میں لوگوں کی مدد کرو، اور بُرے کاموں اور جرائم میں کسی کی مدد نہ کرو، مگر مغربیت کے الحادی شور و غل میں۔ ع

کون سُنتا ہے طوطی کی نقار خانہ میں

پھر یہاں انصاف اسقدر مہنگا ہے کہ رعایا کی طاقتِ برداشت سے بالکل باہر ہے۔ وہاں انصاف پیسوں پہ نہیں بکتا۔ اور ان جرائم کے مقابلہ میں سعودیہ عربیہ کا ریکارڈ دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ وہاں فرشتے یا معصوم لوگ بستے ہیں، بلکہ اسلامی قوانین اور غیر اسلامی قوانین کا فرق ظاہر کرنا مقصود ہے، اور اس پر غور کرکے عمل کرنا مقصود ہے۔ مفکرِ مشرق اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے ؎

شکوہ سنجِ سختیِ آئیں مشو ❖ از حدودِ مصطفےٰ بیروں مشو

اب خود مسلمان انصاف کریں

کہ جہاں شرابی کبابی، زانی، عیاش، قاتل، ڈاکو، چور، اغواء کرنیوالے اور فاحشہ عورتیں وغیرہ زیادہ ہوں، وہ ملک مہذب کہلانے کا مستحق ہے یا وہ ملک جس میں اس قسم کی بد اخلاقی، اور بُرائی بہت کم پائی جائے؟ وہ ملک بلند اخلاق اور مہذب کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔ ؎

خود تو منصف باش حضرت ایں نکو یا آں نکو

سوال ۳ اور اسکا جواب

(الف) آپ کے خیال میں مذہب اور ثقافت میں کیا رشتہ ہے ؟

جوابی نوٹ :- آج کی ہماری ثقافت اور دین اسلام میں کوئی رشتہ نہیں ہے ۔
تازہ ملکی اخبارات سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ زیڈ۔ اے بخاری صاحب
سابق ڈائرکٹر ریڈیو پاکستان کی سرکردگی میں پاکستان کے مشہور رسانندوں
اور رقاصہ عورتوں کا تیس سے زیادہ تعداد میں ایک ثقافتی وفد پاکستان کی
طرف سے روس بھیجا گیا ہے، جس نے نمایاں طریقہ پر رقص و سرود کا
مظاہرہ کر کے روسیوں سے داد حاصل کی، اور پاکستان میں خالص اسلامیت
کے نام کو روشن کیا۔ ایسے وفود بھیجنے میں تو زرِ مبادلہ کا سوال نہیں اٹھایا جا سکتا
ہے، مگر فیر لیڈیز حج کے کوٹے کے اضافہ پر عالم بالا سے یہ سوال اٹھانا بہت موزوں
نظر آتا ہے، کیونکہ :- ع رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند

بہر حال ایسی ثقافت کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے، یہ ثقافت دکلچر
ہمارے انگلو پاکستانی طبقہ کو مبارک ہو ۔

(ب) بالخصوص کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسی قوم کے افراد جو شدید احساسِ
کمتری میں مبتلا ہوں اپنے عقائد اور اقدار پر ثابت قدم رہ سکتے ہیں ؟

جوابی نوٹ :- احساسِ کمتری کی وجہ سے جب اسلامی ذہنیت ہی مسخ ہو کے رہ گئی ہے
تو ایسے افراد کا اسلامی عقائد اور اقدار پر ثابت قدم رہنا نہایت مشکل و محال ہے
ہاں خدا تعالیٰ قادرِ مطلق ہے وَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز ۔

اہلِ پاکستان کو اپنی ثقافت اور اقدار پر فخر محسوس کرنے کے قابل بنانے کے لیے
کیا تدابیر اختیار کی جائیں ؟

جوابی نوٹ :- حسب مقولہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ یعنی لوگ اپنے حکمرانوں کے
طور و طریق پر چلتے ہیں، اور اسکا واضح ثبوت ہم آزادی کے بعد بھی دیکھتے آرہے ہیں

اور قرآن سے بھی ثبوت ملتا ہے کَذٰلِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْکُرُوْا فِیْهَا وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝ یعنی اسی طرح ہم نے بنائے ہر بستی میں مجرموں کے بڑے لوگوں کو مکاری کرنے والے اور جو کچھ یہ بڑے لوگ مکاریاں کرتے ہیں اُن کا وبال حقیقت میں اُن پر ہی گرتا ہے مگر یہ اس حقیقت کو جانتے نہیں ۔ لہٰذا سب سے پہلے حکمراں اور لیڈر طبقہ عملاً اسلامی وضع قطع کا ثبوت دے ، اور اسلامی احکام اور اسلامی طرزِ زندگی پر عمل کرنے کی پوری ہمت افزائی کرے ، جس کا تفصیلی بیان پہلے تین سوالوں کے جواب میں عرض کیا گیا ہے ۔

(ج) انگریزی کو مندرجہ ذیل اداروں میں جو فوقیت حاصل ہے اُسکے اثرات کیا ہیں؟

(۱) ہمارے تعلیمی نظام میں

(۲) سرکاری دفتروں میں

(۳) تجارت و صنعت میں

جوابی نوٹ :۔ مغربیت پرست ادارے اور اخبارات و رسائل اور تمام نصابی کتابیں اور انگریزی نظامِ تعلیم ہی کے تو یہ اثرات ہیں کہ مسلم قوم اسلامی احکام اور اسلامی وضع قطع سے روزانہ دُور ہوتی جا رہی ہے ، اور نہایت شوق اور محبت سے مغربیت کو اپنا رہی ہے ۔ اس تعلیم کا اصلی مقصد ہی یہی ہے کہ یہاں انگلو پاکستانی افراد پیدا کیے جائیں ، جو مغربی عیاشیوں میں ہم پیالہ و ہم رنگ ہوں ۔ صحیح مسلم و مجاہد پیدا کرنا تو تہذیب کے خلاف ہے ۔

(د) اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو اپنی ثقافت اور اپنی زبانوں کو فروغ اور تقویت بخشنا چاہیئے ، تو حسب ذیل امور میں انگریزی کو کیا مقام دینگے ؟

(۱) مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان اظہارِ خیال کا ذریعہ ؟

اس کا جواب ظاہر ہے کہ صوبائی حیثیت سے ہر ایک صوبہ کو آج انگریزی کے ہوتے ہوئے

جس زبان کی آزاد حیثیت حاصل ہے وہی برقرار رکھی جائے ، اور اظہارِ خیال کا ذریعہ انگریزی کی بجائے اُردو ہو ، کیونکہ ہماری صوبجاتی زبانوں سے آجکل زیادہ بین الاقوامی شہرت اُردو کو ہی حاصل ہے ۔ لہٰذا ہمارے ملک میں بین الصوبجاتی اظہارِ خیال کا ذریعہ اُردو ہی موزوں ہے ۔

(۲) :۔ ساتھ ہی بین الاقوامی سطح پر اظہارِ خیال کا ذریعہ تھوڑے وقت کیلئے انگریزی کو اختیاری مضمون قرار دیا جائے تو مناسب ہے ۔ مگر لازمی مضمون ہرگز نہ ہو ۔ ہم سے بڑے ملک کمیونسٹ چین سے انگریزیت کو بالکل ختم کر دیا گیا ہے ، آخر بین الاقوامی اظہارِ خیال کے ذریعہ کی چین کو بھی تو ضرورت پڑتی ہوگی ۔ اسی طرح دوسرے آزاد ممالک بھی ہیں ، ان سے سبق لیا جاسکتا ہے مگر غلامانہ ذہنیت کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے ۔

(۸) :۔ کیا آپ زبان کو فکر و خیال کا ذریعہ محض سمجھتے ہیں ، یا آپ کا خیال یہ ہے کہ اسکا عمیق اثر فکر و عمل پر ضرور پڑتا ہے ؟

جوابی نوٹ :۔ چونکہ ہمارے مسلم معاشرہ پر مغربیت کا بہت بُرا اثر پہلے سے چھا چکا ہے ، لہٰذا انگریزی زبان کا عمیق اثر ہمارے فکر و عمل پر ضرور پڑتا ہے اسلئے مسلم معاشرہ کی ذہنیت مسخ ہو چکی ہے ، اور اسی شدید خطرہ کی وجہ سے ہمارے علماء نے پہلے انگریزی تعلیم سے روکنا موزوں سمجھا تھا ، ورنہ زبان دانی اور دنیاوی علوم و فنون سے روکنا ہرگز مقصود نہ تھا ۔ آج اینگلو پاکستانی طبقہ خواہ مخواہ انگلش فیشن میں ، اور انگلش بولنے میں فخر محسوس کرتا ہے ، جو ذہنی غلامی کی زبردست دلیل ہے ۔ فرنگی ابتک فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہماری سیاست نے انہیں ایسا بے وقوف بنا کے چھوڑا کہ آزادی کے بعد بھی مغربی تہذیب و آئین و قوانین جکڑے ہوئے ہیں ۔

(۹) :۔ پاکستان میں انگریزی کو اسوقت جو مصنوعی تفوق حاصل ہے اُسے

دائج کرنے کے لیے آپ کن تدابیر کی سفارش کرتے ہیں ؟

جوابی نوٹ :- (الف) جو علوم و فنون انگریزی زبان میں آجکل مروج ہیں اور تعلیم گاہوں میں پڑھائے جاتے ہیں، اُن سب کو اُردو میں اسلامی طرز پر منتقل کیا جائے اور تعلیم گاہوں میں مکمل طور پر نہ فقط اسکی تعلیم دی جائے، بلکہ اس میں کامیاب طلباء کو بہترین انعامات سے نوازا جائے، تاکہ اُردو کی ہمت افزائی ہو۔

(ب) تمام سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے معلموں کی وضع قطع اسلامی طرزِ زندگی کی پوری آئینہ دار ہو۔ ہمارے معاشرہ کو اس منافقت نے ہی تباہ و برباد کیا ہے کہ زبان سے تو اسلام اسلام پکارتے ہیں مگر سارا عملی دور مغربیت پہ ہوتا ہے۔ بناء برآں طرزِ زندگی اسلامی ہو، تاکہ مُسلم قوم کے تمام نونہال عملی طور پر اس سے متاثر ہوں، اور انگلو پاکستانی بننے کی نقالی سے نفرت کریں۔

(ج) تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں دنیاوی تعلیم کیساتھ دینی تعلیم کو نہ فقط مقدم رکھا جائے، بلکہ کتاب و سُنّت اور فقہ و تاریخ اسلامی کی مکمل تعلیم دی جائے، تاکہ مغربیت اور اشتراکیت کے الحاد کا مکمل قلع قمع ہو سکے، اور عام طور پر یہ جذبہ کار فرما ہو کہ ہم سب پہلے مسلم مجاہد ہیں اسکے بعد پاکستانی ہیں، اور ہمارا تمام تعلیمی نصاب اسلامی طرز کا ہو، جس کے پڑھنے سے ہی معلوم ہو کہ اس کا مؤلف ایک صحیح مُسلم ہے، اور اس ذہنیت کے اظہار میں مُسلم قوم کو خوشی محسوس ہو، جیسا کہ مغربیت کو اپنی مغربیت کے اظہار میں ذرّہ بھر ہچکچاہٹ نہیں ہوتی، بلکہ فخر محسوس ہوتا ہے۔

اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہ

اسلام بلند ہونے کے لیے آیا ہے، غیر کے آگے جھکنے کیلیے نہیں آیا

سوال ۴۲ اور اسکا جواب

آپ کے خیال میں غیر ملکی مسیحی تبلیغ کے ادارے اسلام سے بے اعتنائی یا اسلام سے مخالفت کا جذبہ پیدا کرنے کا کس حد تک حسب ذیل ذرائع سے باعث بنے؟
(الف) مذہبی تبلیغ کا کام۔ (ب) تعلیمی ادارے۔ (ج) ہسپتال،
(د) فلاحِ عامہ کا کام۔ (ھ) تجارتی کاروبار۔

جوابی نوٹ:۔ یہ تمام مذکورہ بالا امور حقیقت میں اُن ممالکِ اسلامیہ کو انجام دینے ہیں، جو اسلام کے نام سے زندہ ہیں، یا اسلامی نظریہ کی بناء پر وجود میں آئے ہیں، اور فقط اسلام ہی ایسے تبلیغی امور کا سبق سکھاتا ہے کہ نہ فقط اپنے ملکوں کے اندر اسلامی تبلیغ جاری رکھو، بلکہ غیر اسلامی ممالک میں بھی اسلامی تبلیغ کا پورا پورا فرض ادا کرو ؎

جنھوں نے ہم سے سیکھا وہ عیش کر رہے ہیں
جو تھے سکھانے والے وہ منہ کو تک رہے ہیں

خدا تعالیٰ ہی ایسے احساسِ کمتری اور ذہنی غلامی سے ہمیں نجات دے جو اپنی مجازی حکومتوں کی بغاوتی تحریکوں کو تو ڈنڈے کے زور سے کچلنا فرض سمجھتے ہیں، مگر احکم الحاکمین جَلَّ شانہٗ کی بغاوتی تحریکوں کو نہ فقط تماشائی بنکر دیکھتے ہیں، بلکہ غیر اسلامی طاقتوں سے مرعوب ہو کر رواداری کے نام پر اپنی حدود کے اندر بھی اُنکی ہر ایک خلافِ اسلام زیادتی کو بڑی خوشی سے برداشت کرتے ہیں، اسلیے وہ ہمیں حقیر نظر سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

مقامِ حیرت ہے کہ مغربی اقوام جن کا اصول یہ ہے کہ مذہب جُدا چیز ہے، اور سیاست جُدا چیز ہے، اور اُنکا پختہ نظریہ ہے کہ ہماری ملکی سیاست سے خدا تعالیٰ اور مذہب کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ پھر اس حقیقت کے ہوتے ہوئے بھی انگلستان کے بادشاہ اور ملکہ کا ہمیشہ سے یہ امتیازی لقب "محافظِ دینِ مسیحی" چلا آرہا ہے

اور اس لقب پر وہ فخر محسوس کرتے ہیں، اسلیے وہ اپنے مذہبی پیشواؤں پوپوں، پادریوں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ مگر یہاں تو تھوڑی سی حق گوئی پر علماء کو پولیس سے پریشان کرایا جاتا ہے، یا سیفٹی ایکٹ کے ذریعہ جیل کی سخت سزا تجویز کیجاتی ہے۔ اور انگلینڈ میں جب بادشاہ (ایڈورڈ) ہشتم نے مسز سمپسن جیسی غیر شاہی خاندان کی عورت سے شادی کرنی چاہی، تو پوپ نے چرچ کے قانون کی رُو سے اُسے منع کردیا، اور جب وہ باز نہ آیا، تو اُسے تخت و تاج سے محروم کردیا گیا۔

یہی نہیں کہ فرنگی اپنے مذہبی پیشواؤں کی غیر معمولی عزت کرتے ہیں بلکہ عیسائیت کی تبلیغ کے لیے اپنے ملک اور غیر عیسائی ممالک میں اپنی تبلیغی مشنریوں کی باقاعدہ سرپرستی قبول کرکے دامے درمے سخنے ہر ایک قسم کی امداد پہنچانا اپنا منصبی فرض سمجھتے ہیں۔

انکے مقابلہ میں ہمارا پاکستان جو خدا تعالیٰ کے فضل سے محض اسلامی نظریہ کی بنا پر وجود میں آیا۔ اور ساری دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس میں سیاست اور دین ایک ہی چیز ہے، جیسا کہ اقبال مرحوم سمجھاتا ہے

نظامِ بادشاہی یا کہ جمہوری تماشا ہو ✦ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی
دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت ✦ ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

اور جس پاکستان کی بنیاد ہی اسلامی نظریہ پر رکھی گئی تھی، جب اُسکے آئین مرتب و مکمل کرنے کا وقت آتا ہے، تو اسکا نام فقط "جمہوریہ پاکستان" رکھا جاتا ہے، اسکے ساتھ لفظ "اسلامیہ" کا ملانا بھی طبع نازک پر سخت گراں گزرتا ہے۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

ہم دنیاوی ترقی و تعلیم کے ہرگز مخالف نہیں ہیں، مگر اسکے ساتھ مکمل اسلامی تعلیم ضروری سمجھتے ہیں۔ انگریز کی چھوڑی ہوئی تعلیم جس نے ہمیں ذہنی غلامی میں ابتک مبتلا کر رکھا ہے، اُسکے لیے تو کروڑوں اربوں روپیہ رکھا جائے۔ اور ستر سال سے دیکھتے آرہے ہیں کہ ہمارے ملکی بجٹ میں ایک پائی بھی اسلامی تبلیغ

کے لیے نہیں رکھی جاتی یَا لَلْعَجَب ؎

غیروں پہ تو کُھل کھیلتے ہو اور شر بھی ❊ اے خانہ براندازِ چمن کچھ تو ادھر بھی

قرآنِ پاک تو ہمیں بہترین اُمت ہی اسلیے قرار دیتا ہے کہ پہلے ہم خود نیکوکار بنکر دوسروں کو بہترین اعمال اور اخلاق کا حکم دیں اور لوگوں کو بُرائیوں سے روکیں۔

نہایت افسوس ہے کہ کفارِ فرنگ کو تو ہمارے اسلامی ملکوں میں عیسائیت کی تبلیغ کا پورا حق حاصل ہو، اور ہمیں اپنے ملک میں بھی اسلامی تبلیغ کا کوئی مالی سہارا نہ مل سکے کہ مُسلم بھائیوں کو عیسائی مشنریوں کی عیاری سے بچا سکیں۔

سوال ۵ اور اُسکا جواب

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ امر کہ غیر ممالک کو پاکستان میں امتحانات منعقد کرنے کی اجازت ہے، غیر ملکی اقدار کو فروغ دینے اور نتیجہ اسلام کی پیروی کے جذبہ کو کمزور کرنے کا باعث بنے۔؟

جوابی نوٹ :- جہانتک سوال نمبر ۵ کا تعلق ہے، ملک کے معاشی اور مالی حالات اجازت نہیں دیتے کہ ہمارے طلباء غیر ممالک میں امتحانات دینے اور ڈگریاں حاصل کرنے کیلیے جائیں، جو اس میں ایک طرف ہمارے زرِ مبادلہ پر بُرا اثر پڑیگا دوسری طرف غیر اسلامی ممالک میں ہمارے طلباء جاکر غیر اسلامی ماحول سے زیادہ متاثر ہونگے، اور دُور دراز سفر کی تکالیف مزید برآں ہونگی۔ لہٰذا اس سوال پر نظرِ ثانی کیجائے، فی الحال اسمیں توقف بہتر ہے، پاکستان میں ہی ان امتحانات کا ہونا مناسب نہیں۔

سوال ۶ اور اسکا جواب

(الف) قیامِ پاکستان کے بعد سے شراب کے استعمال میں جو بے پایاں اضافہ ہُوا ہے، اُسکی وجوہات آپ کی رائے میں کیا ہیں ؟ (ب) کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ (۱) رسٹورنٹوں۔ (۲) بار (شرابخانوں)۔ (۳) ہوٹلوں۔ (۴) دکانوں۔ (۵) پی آئی اے کے جہازوں میں الکحل بر سرِ عام رکھا جائے اور فروخت کیا جائے ؟

جوابی نوٹ :- پاکستان میں فرنگی کے چھوڑے ہوئے کافرانہ قوانین کی پیروی مغربی تہذیب و تمدن کی نقالی، اور حکمرانوں کی طرف سے انکی پوری ہمت افزائی شرابی اضافہ کا واضح ثبوت ہے ۔ نہایت افسوس ہے کہ بھارت کی لادینی اسٹیٹ ان تمام خرافات کی اجازت نہ دے، اور یہاں مسلمانوں کی کہلانیوالی حکومت قرآن و سنّت کے احکام کو فقط کفارِ فرنگ کی تقلید میں ٹھکراتی رہے۔ کبھی غیر مسلم سفراء کے استعمال کا بہانہ ہو، حالانکہ حکومتِ عربیہ سعودیہ میں بھی تو غیر مسلم اقوام کے سفراء رہتے ہیں۔ گویا پاکستان نے ہی شراب پینے پلانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، اور سعودیہ عربیہ میں تو محکمۂ آبکاری کا نام و نشان ہی نہیں ہے ۔ حقیقت میں یہ ماڈرن اسلامی طبقہ دل سے ہرگز نہیں چاہتا کہ کتاب و سنّت کے احکام یہاں فروغ پائیں، کیونکہ یہ عیاشیاں مغربیت کے دم قدم سے ہیں ۔ خدا تعالیٰ ہی ہمیں ہدایت نصیب فرمائے، اور صحیح اسلامی سمجھ عطا کرے ۔ حالانکہ قرآنی احکام کی پوری تبلیغ فرمانے والے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے تمام استعمالی طریقوں پر لعنت فرمائی ہے :-

(۱) شراب کے بنانے والے پر لعنت (۲) شراب کے بنوانے والے پر لعنت
(۳) شراب کے پینے والے پر لعنت (۴) شراب کے پلانے والے پر لعنت
(۵) شراب کے اٹھانے والے پر لعنت (۶) شراب کے اٹھوانے والے پر لعنت
(۷) شراب کے بیچنے والے پر لعنت (۸) شراب کے خریدار پر لعنت،
(۹) شراب کی کمائی کھانیوالے پر لعنت (۱۰) شراب کی کمائی کھلانے والے پر لعنت

(رواہ الترمذی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۴۲ باب الکسب وطلب الحلال)

اب ایسے لوگوں کو خود سوچنا چاہیئے جو خدا تعالیٰ اور رسول علیہ السلام کے احکام اور قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دنیا داروں کی خوش آمد میں غلط تاویلات گھڑتے ہیں، ان تمام لغویات کو جتنا جلد ہو سکے بند کیا جائے۔ بعض مغرب زدہ قرآنی حکم میں یہ غلط تاویل گھڑتے ہیں کہ شراب کے لیے

حرام کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، حالانکہ عربی لغت کے لحاظ سے حرام کے لفظ سے اتنی نفرت اور بیزاری پیدا نہیں ہوتی جتنی "رِجس" اور نری گندگی اور شیطانی عمل کے الفاظ سے پیدا ہوئی۔ کیونکہ حرام کا لفظ تو بعض اوقات عزت کا مفہوم بھی پیدا کرتا ہے، جیسا کہ مسجد الحرام اور اشہر الحرام اور بیت الحرام وغیرہ وغیرہ

قرآنِ حکیم نے سورہ مائدہ میں (۱) شراب (۲) جوا (۳) بت (۴) پانسے ان چار چیزوں کو (اِنَّمَا) کے کلمہ حصر سے بیان فرمایا، اور ان سب کو نری گندگی قرار دیکر انکو بُرا شیطانی کام کہا ہے، اور ان سب سے بچنے کا صاف صاف حکم دیا ہے۔ اور ان سے بچنے کا نتیجہ فلاح، نجات ہے۔ اور اس فلاح میں دینی اور دنیاوی، روحانی و جسمانی و دماغی، انفرادی و اجتماعی ہر قسم کی فلاح شامل ہے ساتھ ہی شراب و جوئے کے خاص نقصانی پہلو، آپس کی لڑائی جھگڑا، بغض و عداوت، اور خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے اور خدا کی یاد سے روکنے والی چیزیں قرار دیکر صاف لفظوں میں ان سے باز رہنے کا صریح حکم دیدیا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (پ ۷ ع ۲)

ہمارے مغربیت زدہ روشن خیال ناداوں کی کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ کسی مجازی حاکمِ اعلیٰ کے آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے پر کوئی غلط تاویل گھڑنے کی جرأت ڈنڈے کے خوف سے نہیں کر سکتے، مگر حضرت احکم الحاکمین جَلَّ شانُہٗ اور اُسکے برحق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح حکموں کی غلط تاویلات گھڑنے میں ذرہ بھر نہیں ہچکچاتے، مگر یقیناً وہ وقت آنے والا ہے کہ پوری باز پُرس ہو کے رہیگی، ابتو کھلا مذاق اُڑایا جاتا ہے کہ ؎

مسلمانوں کو لطف و عیش سے جینے نہیں دیتے
خدا دیتا ہے بادہ مولوی پینے نہیں دیتے

مگر پوری حقیقت کل کُھلے گی۔ ؎

فردا کہ پیشگاہ حقیقت شود پدید ٭ شرمندہ رہروے کہ نظر بر مجاز کرد

سوال اور اُسکا جواب

ممکن ہے کہ ہمارے مغربیت زدہ روشن خیال اربابِ سیاست یہ اعتراض کریں کہ ہمارے علمائے کرام بغیر دلائل وشواہد ہمارے موجودہ آئین وقوانین پر خواہ مخواہ اعتراضات کرکے ملک میں شور وغوغا برپا کرنا چاہتے ہیں، یہ گوشہ نشین دقیانوسی خیال کے لوگ نہ ہماری ملکی سیاست کی گہرائیوں سے واقف، اور نہ ملکی حکمرانی کی آئینی باریکیوں سے باخبر، صرف اسلامی آئین اور اسلامی قوانین کی رٹ لگانا ہی ان کا طرۂ امتیاز ہے، دلائل وشواہد انکے پاس کچھ نہیں ہیں۔

اسکے متعلق گزارش ہے کہ قریب دو سو سال کفارِ فرنگ نے بھی اسی قسم کے آئین کو پوری طرح آزما کر دیکھا تو کچھ نہ ہوا۔ ع۔ "مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی" جاتے ہوئے ہمارے لیے یہی ورثہ چھوڑ گئے، اور ہمیں مضبوطی کیساتھ اس میں ایسا جکڑ گئے کہ آزادی کے بعد بھی ان سے آزادی حاصل کرنے کا نام لینا بھی بغاوت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ سترہ سال سے اسکو چمٹے ہوئے ہیں۔ خدا ورسول کے صریح احکام کی خلاف ورزی، اور کھلی بغاوت کو فقط تماشہ بین کی صورت میں دیکھتے رہیں، اور اب تک ہلا نہ سکیں۔ مگر مجازی حاکم کے آرڈیننس یا حاکم کی خلاف ورزی یا بغاوت پر ساری حکومت کی مشنری انتظامیہ اور عدلیہ حرکت میں آجاتی ہے۔ خدا کے لیے ذرا اسلامی آئین اور اسلامی قوانین کو بھی آزما کر دیکھا جائے تو کیا حرج ہے۔

جس آئین اور قوانینِ مروجہ پر ناز ہے اُسکے برکات

(۱) زنا، عریانی اور فحاشی کی کھلی اجازت ہے، اُسکے لیے پرمٹ دیئے جاتے ہیں اور مسلم افسران یہ خیر و برکت فیس لیکر حاصل کرتے ہیں۔ (۲) شبینہ اور خاص کلبوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، قلم اسکے بیان کرنے سے شرمندہ اور عاجز ہے۔ اخباری اطلاعات ہیں کہ شراب کی بدمستی میں ایک رات میں عورتوں کو کئی کئی شوہر بدلنے پڑتے ہیں۔ یہ سب مغربیت کا فیض ہے، اسلامی ذہنیت بالکل مسخ ہو گئی ہے۔

تمام حرام جانوروں میں خنزیر کی ہی یہ خصوصیات ہیں، اور خنزیر خور قومیں اس میں مبتلا ہیں، اسلام نے اسلیے اسے حرام قرار دیا۔ (۳) ناٹکوں اور سینماؤں میں جو فلمی ستارے مخرب اخلاق کارنامے انجام دیتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں (۴) شراب کے متعلق جو اسلامی مشاورتی کونسل حکومتِ پاکستان کے سوالنامہ میں ہے وہ سامنے اظہر من الشمس ہے، اور ان سوالوں کو واپس لیکر ان اخلاقی جرائم کا مزید اقرار و اعتراف ہے۔ (۵) عائلی قوانین کے نفاذ سے نکاحوں پر قید و جرمانہ کی سخت پابندی ڈالکر زنا و فحاشی کی بڑی ہمت افزائی ہے، اور بجبر و اکراہ انکو اسلامی قوانین کا نام دینا بڑی جرأت و زیادتی ہے۔ (۶) ریس کورس میں جوئے کی کھلی اجازت ہے، بلکہ جوئے کی پوری سرپرستی ہے، اور لاکھوں کا جوا ہوتا ہے، معمولی جوا تو حرام ہے، مگر لاکھوں کا یہ جوا حلال ہے۔ (۷) مخلوط تعلیم کے ذریعہ زنا کی بڑی ہمت افزائی تو جائز، مگر سولہ اور اٹھارہ سال سے پہلے نکاح ناجائز ہی نہیں، بلکہ جرمانہ اور قید کی سزا کے مستحق ہے۔ (۸) مخلوط التعلیم اور مخلوط تفریح گاہیں زنا و فحاشی اور اغوا کے بڑے بڑے اڈے بنیں، تو قانوناً جائز اور مہذب ہیں، مگر ان فحاشیوں کو روکنا خلاف تہذیب ہے۔ (۹) مخلوط تعلیم اور مخلوط تفریحگاہیں ناجائز بچوں کی پیداوار کے بڑے اہم سبب پیدا کرنا تو جائز ہیں مگر ان کو بے گناہ قتل کرنا گناہ ہے ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہٗ ؛ باز میگوئی کہ جامہ تر مکن ہشیار باش

(۱۰) ضبط تولید کے ذریعہ نکاح والی جائز اولاد کے لیے پابندی لگانا تو جائز ہے مگر ناجائز اولاد پیدا کرنے پر کوئی پابندی لگانا مغربی تہذیب کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ

سوال ۷ اور اسکا جواب

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری مساجد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں وہی حصہ لے رہی ہیں جو انکو لینا چاہیئے ؟

ان سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں ؟

جوابی نوٹ :- ملک اور قوم کے مغربی ماحول نے ہماری مساجد کو بھی متاثر کیا ہے قوم کا رجحان اسلامی تبلیغ و تعلیم کے مقابلہ میں انگریزی تعلیم و تہذیب کی طرف زیادہ ہے جبتک آئینی طور پر ہماری پوری انتظامیہ اور عدلیہ اسلامی طرزِ زندگی پر نہ آجائے اُسوقت تک ایک بااختیار وزارت امور مذہبی ایسے لوگوں کی قایم کیجائے جو عملی طرح اسلامی طرزِ زندگی کے جذبۂ علم و عمل سے سرشار ہو، اور تمام ملک کی مساجد اور اُنکے اماموں اور خطیبوں وغیرہ کو پوری تربیت دیکر اُن سے تبلیغِ اسلام، اور تعلیماتِ اسلام اور فضائلِ جہاد اور فریضۂ جہاد اور بہترین اخلاق کی پوری تبلیغ کا کام لیا جائے، اور آلپس کے فروعی اختلافاتِ مذہبی میں ہرگز الجھنے نہ دیا جائے، اور ان کاموں کی نگرانی مکمل ذمہ داری بااختیار وزارتِ امور مذہبی یا وزارت معارف پر ڈالی جائے۔

سوال ۸: اور اُسکا جواب

اس کی کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں تبلیغِ اسلام کا جذبہ ٹھنڈا ہے ؟
کیا آپ اس جذبہ کو بیدار کرنے کی تدابیر تجویز کر سکتے ہیں ؟

جوابی نوٹ :- اسکی اصلیت بھی فرنگی کی گہری سیاست ہے، جس کی بنیاد "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے اصول پر رکھی گئی تھی کہ مذہبی اور سیاسی طور پر یہاں کے باشندوں میں کشمکش جاری رکھی جائے تاکہ آپس میں ہی اُلجھتے رہیں، اور ہماری حکمرانی میں دخیل کار نہ ہوں، اور انھیں یہ کہکر ٹال دیا جائے کہ ہم نے ہر فرقہ اور جماعت کو مذہبی اور سیاسی آزادی دے رکھی ہے۔ اسلیے سب فرقے اور جماعتیں آلپس میں اُلجھ کر رہ گئیں، اور سب مسلم اسلامی تبلیغ کے جذبہ سے ٹھنڈے پڑ گئے اور جب فرنگی یہاں سے گئے، تو اپنے جانشینوں میں یہ ورثہ چھوڑ گئے۔ اور اس غرض سے بعض جا۔ یہ فرقے تو خود فرنگی کی پیداوار ہیں، جو ایک جُدا نبی کا

ڈھونگ رچا کر پچاس الماریاں فرنگی کی تعریف میں بھردی گئیں، اور اس سے جہاد کرنا حرام قرار دیدیا گیا، اسکے صلہ میں اُسکے افراد بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ اور ایک فرقہ سُنت کا انکار کر کے قرآن کے نام سے ہر ایک قرآنی حکم کی تحریف مغربیت کی تائید میں پیش کرنا اسکا طرۂ امتیاز ہے۔ بنابراں انکا پاکستانیوں میں بڑی مقبولیت کا مالک ہے، کیونکہ یہ سب عیاشیاں ایسے لوگوں ہی سے قائم رہ سکتی ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ ملک بھر میں جو کچھ بھی اسلامی طرزِ زندگی کا عملی نمونہ کہیں کہیں نظر آرہا ہے، یہ سارا اسلامی تعلیمی اداروں کی انفرادی کوشش کا ہی نتیجہ ہے، ورنہ انکا کوئی بھی اجتماعی نظام کارفرما نہیں ہے، اور نہ مسلمانوں کی حکومت کی کسی طرف سے انکی کوئی ہمت افزائی یا سرپرستی ہے بلکہ "دین ملا فی سبیل اللہ فساد" کا پروپیگنڈا کر کے ان اداروں کا ختم کرنا ہی مقصود ہے، تاکہ مغربیت وغیرہ لادینی تحریکوں کو یہاں پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملے۔ اسلامی تبلیغ کی کامیابی کی تجویز وزارتِ امورِ مذہبی کے ہاتھ میں ہونی ضروری ہے جیسا کہ سوال ۷ کے جواب میں عرض کیا گیا ہے۔

سوال ۹ اور اُسکا جواب

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے باہمی مناقشات کی وجہ سے اسلام کا اثر و غلبہ کمزور ہوا جاتا ہے؟ اگر آپ کا یہ خیال ہے تو احیاءِ اسلام کے مشترکہ مقصد سے آپ باہمی تعاونِ عمل کسطرح پیدا کر سکتے ہیں؟

جوابی نوٹ:۔ کتاب و سُنت کے مطابق آئین و قوانین پر تمام مختلف مکاتیب خیال کے علماء کو متحد محاذ پر جمع کیا جاسکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسلام کے اصولی امور اور ضروریاتِ دین میں اکثر اسلامی فرقے متحد و متفق ہیں، سوائے اُس اقلیت کے جو خالص انگریز کی پیداوار ہے، اور اسلام کے پردہ میں

مغربیت کو ملک میں پھیلانا اسکا نصب العین ہے۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ہمارے ہی ملک میں اسلامی آئین کے سلسلہ میں تمام مکاتیبِ فکر کے علماء متحد و متفق ہو گئے تھے۔ فحاشی و عریانی و شراب نوشی و زنا و جوا و سود و سٹہ کی حرمت میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح خدا، اور رسول و قرآن و کعبہ نماز و روزہ، زکوٰۃ حج کی عظمت و عزت وغیرہ ضروریاتِ دین میں مختلف مکاتیبِ فکر کے علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے، باقی فروعی اختلافات ضرور رہیں ہے اور ہوتے رہینگے، اور اس میں بھی انگریزی سیاست "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کارفرما ہے۔ ورنہ دنیا جانتی ہے کہ کورٹوں اور ججوں میں کسقدر اختلاف ہوتے ہیں، مگر ان میں کوئی فرقہ پرستی نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۱ اور اسکا جواب

علماء کو ترتیب دینے کے سلسلہ میں آپ کیا اصلاحات تجویز کرتے ہیں؟

جواب نمبر ۱۱:۔ علماء کرام کی پوری توجہ آپس کے اتحاد و اتفاق کی طرف منعطف کی جائے، اور ملکی دفاع کو فریضۂ جہاد کی مکمل تبلیغ سے مضبوط تر کیا جائے، اور اسلامی ممالک میں انکے خیر سگالی وفود بھیجکر آپس کے اسلامی رشتۂ اتحاد کو مضبوط بنایا جائے، اور انھیں مابین الاقوامی زبانوں کی تعلیم دیکر غیر اسلامی ممالک میں اسلامی تبلیغ کے لیے بھیجا جائے، جیسا کہ عیسائیت کی تبلیغ کیلیے غیر ممالک میں رفاہِ عامہ کے بیشمار ادارے قایم کر کے عیسائی مشنریاں بڑے کام سرانجام دیتی ہیں، اور انکے مبلغین ہر ایک مشہور بین الاقوامی زبان کے بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ اسلامی تبلیغ کیلیے ملک کے ہر گوشہ میں اور ہر ایک یونیورسٹی میں ایک ایک کالج اسی شعبہ کا کھولا جائے، اور ملک میں جتنے اسلامی نجی ادارے ہیں ہماری حکومت محکمۂ اوقاف وغیرہ کے ذریعہ انکی سرپرستی اور مالی امداد قبول کر کے تبلیغی کام لے سکتی ہے، اور مستقلاً وزارتِ امورِ مذہبی اور تعلیمی کے سپرد یہ کام کیا جائے

اور جسقدر ہو سکے اس میں تاخیر نہ کیجائے ملک و ملّت کی اسی میں بھلائی ہے۔

سوال ۱۱ اور اسکا جواب

(الف) کیا آپ کی رائے ہے کہ ائمہ اور مبلغین کی تربیت کیلیے کالج قایم کیے جائیں؟ (ب) اگر سوال نمبر ۱۱ (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آپ کی رائے میں انکو کن مضامین کی تعلیم دی جائے؟

جوابی نوٹ:۔ تمام اہلِ اسلام میں اتفاق و اتحاد قائم کرنا، اور جذبہ جہاد کو ملک کی فلاح و بہبود کیلیے ابھارنا۔ فرنگی سیاست نے جان بوجھ کر مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو فنا کر کے ہمارے نونہالوں کو اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے ذریعہ کھیل کود کی طرف حد سے زیادہ متوجہ کر دیا۔ کھیل کود میں جیتنے اور ہارنے کو ملک اور ملّت کی کامیاب زندگی کا معیار مقرر کیا۔ اسکا روشن ثبوت ہے کہ ہماری ٹیموں کا آنکھوں دیکھا حال جب ریڈیو میں نشر ہوتا ہے، تو ہر ایک ریڈیو پر ہمارے عوام کا بڑا انبوہ جمع نظر آتا ہے۔ مفکرِ مشرق نے شمشیر و سناں اوّل کی طرف قوم کو متوجہ کیا ہے، اور قوم کو اسطرف متوجہ کرنا ضروری ہے۔ جن جن قوموں میں فریضۂ جہاد کا جذبہ نہیں ہے، یا یہ جذبہ ٹھنڈا ہے، وہ کبھی اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتیں، اور نہ اپنے ملک کی حفاظت کا بوجھ اٹھا سکتی ہیں۔ لہٰذا کھیل کود کے عوض جنگی تعلیم و تربیت، اور جنگی کرتبوں کی ریاضت کی طرف تمام قوم اور انکے نونہالوں کو متوجہ کیا جائے۔ اسلام میں پانچ شرعی فرضوں کے بعد چھٹا فرض جہاد ہے جو انفرادی اور اجتماعی طور پر فرض قرار دیا گیا ہے۔

سوال ۱۲ اور اسکا جواب

کیا آپ کی رائے ہے کہ مساجد کے بہتر انتظام، بہتر تعلیم اور اسلامی اصولوں کی بہتر تبلیغ کی غرض سے کوئی با اختیار ادارہ قایم کیا جائے؟

جوابی نوٹ:۔ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ جبتک آئینی طور پر ہمارے

غیر اسلامی آئین اور قوانین میں کتاب و سُنّت کے مطابق ترمیم وتنسیخ کیجائے، اور ہماری انتظامیہ اور عدلیہ مکمل طریق پر اسلامی طرز زندگی اختیار کرے، اُسوقت تک بااختیار وزارتِ امورِ مذہبی، یا وزارتِ معارف کا قایم کرنا ازحد ضروری ہے جو مندرجہ سوال ۱۲ کے تمام امور کو عملی طور پر پوری ذمہ داری سے انجام دے۔

سوال ۱۳ اور اُسکا جواب

پاکستان میں اسلام کے اثر اور نفوذ کو کمیونزم اور ہیومنزم (ان مادّی اقدار پر عقیدہ جنکو انسانیت کی تربیت کے لیے مذاہب سے بالاتر سمجھا جاتا ہے) کی وجہ سے کس حد تک نقصان پہنچ رہا ہے، ان اثرات کو زائل کرنے کیلیے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

جوابی نوٹ:۔ ظاہر ہے کہ اسلامی عقائد و اخلاق کی تبلیغ، اور دینیات کی پوری تعلیم ان تمام لادینی اور الحادی تحریکات کا مجرب علاج ہے۔ جہاں جہاں کتاب و سُنّت اور فقہ و تاریخ اسلامی کی تعلیم کا مکمل رواج ہے وہاں لادینی تحریکیں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتیں، لیکن اس خالص اسلامی تعلیم میں مغربی تہذیب و کلچر کی ملاوٹ و نقالی کو ہرگز داخل نہ کیا جائے ورنہ تجربہ شاہد کہ:۔ "ہر چیز کہ در کانِ نمک رفت نمک شد"

سوال ۱۴ اور اُسکا جواب

مندرجہ ذیل مراحل پر اسلامی ادب کی تخلیق کیلیے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟ (الف) عوامی سطح پر (**جوابی نوٹ**:۔ اخبارات و رسائل اور ناولوں کے ذریعہ اور ریڈیو وغیرہ میں اسلامی ادب کا جذبہ و شوق قوم قوم میں پیدا کرنا۔)

(ب) اسکولوں اور کالجوں میں اور (ج) دانشور طبقہ کے لیے۔

جوابی نوٹ:۔ صحیح اسلامی تاریخ کا نصاب و کورس درجہ وار مرتب کیا جائے

اور کامیاب طلباء کے لیے کافی امتیازی انعامات رکھے جائیں، اور ہماری حکومت انکی سرپرستی کر کے انکی ہمت افزائی کرے، اور کامیاب دانشوروں کے لیے ممتاز قومی تمغے اور نقد انعامات حکومت کی طرف سے پیش کیے جائیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط
اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوٰتِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمَاتِ وَاَزْکَی التَّحِیَّاتِ - اٰمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

محمد صاحبداد غفرلہٗ رب العباد
الجامعۃ الراشدیہ پیر گوٹھ ضلع خیرپور میرس
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ ۱۶-اکتوبر ۱۹۶۳ء

تصانیف حضرت علامہ صاحب دوخالف صاحب

الہام القدیر فی مسئلۃ التقدیر

یہ رسالہ مسئلہ تقدیر پر بہترین تصنیف ہے جسمیں ملحدین کے توہمات و اعتراضات کا شافی جواب ہے۔ قیمت صرف چار آنے

القول المقبول

یہ رسالہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ حالات و انتقالاتِ امام معلوم ہونے پر پیروی افعالِ امام کے عدم جواز میں مدلل و محقق ہے۔ آخر میں تمام اکابر علماءِ اہلِ سنت کے فتاوے بھی شامل ہیں۔

قیمت صرف بارہ آنے

سوالنامہ کا جواب

پاکستان کے دستور کے مطابق، اسلامی مشاورتی کونسل جو قائم کی گئی ہے اسکے شائع کردہ سوالنامہ کا مکمل و مدلل جواب ہے۔

قیمت صرف تین آنے (۱۹ پیسے)

ترجمے حضرت علامہ غلام معین الدین نعیمی

کتاب الشفاء

یہ کتاب سیرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر معتبر و مستند ہے جسے اصل عربی کتاب سے بامحاورہ سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے

قیمت حصہ اول چار روپے محصول ۷۵ پیسے

" حصہ دوم چار روپے "

ایام اسلام

یہ کتاب ماثبت من السنۃ کا اردو ترجمہ ہے، جسکے آخر میں اصل کتاب عربی بھی ہے۔ اسمیں بارہ مہینوں کے فضائل اور ان کا مفصل بیان ہے

قیمت چار روپے محصول ۷۵ پیسے

شرح الغیب ترجمہ فتوح الغیب

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسی مقالہ جات کا ترجمہ اور شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی کی شرح سے جابجا افادات کا اضافہ ہے۔

قیمت اڑھائی روپے محصول ۶۹ پیسے

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ سواد اعظم لاہور (۲) شیخ الجامعہ راشدیہ پیر گوٹھ

رجسٹرڈ ایل ۲۵۹ء